



OPEN ACCESS

Al-Azva الاضواء

ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904

Volume 37, Issue, 58, 2022

www.aladwajournal.com

شاه عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی تصنیفی خدمات: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Literary Contributions of Shāh Abdul Azīz Muḥaddith Dehlvī A Research Analysis

Mohammad Shamim Akhter Qasmi, Assistant Prof,
Dept. of Islamic Theology, Aliah University,
Kolkata, 14, India

Abstract

KEYWORDS

Literary Services;
Shāh Abdul Azīz
Muḥaddith Dehlvī;
sub-continent; Sunnī
theology



Date of Publication:
30-12-2022



Shāh Abdul Azīz Muḥaddith Dehlvi was Shāh Waliullah's most elderly son. He is rightly regarded among the most influential figures of the subcontinent, especially in Sunnī theology. This article aims to shine a light on his famous books. As his sight became very faint after falling ill with various diseases most of his books are recorded commentaries compiled by his followers. Tafsīr Faḥ Al-Azīz is a partial commentary on the Qur'ān that is widely consulted by Muslim scholars for its diversity and comprehension. Other famous writings include Bustān Al-Muḥaddithīn and Ujālah Nāfi'ah which present biographies of Muḥaddithīn and principles of Ḥadīth. His Fatāwā (Juristic rulings) known as Fatāwā Azīzī is also renowned in academia for its authenticity. He could be the first author in the subcontinent who gave an authentic and detailed answer to the objections raised by Shī'ah addressing almost all the controversial theological and historic issues. Malfūzāt Azīzī is a compilation of his sayings. It reflects his mastery of various sciences. The author of this article concludes that some exclusive research on the aspect of his expertise in diverse sciences needs to be done to establish his academic expertise.

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۰۳-۱۷۶۲ء) کے فرزند کبیر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۱ اکتوبر ۱۷۴۶ء / ۲۵ / ۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ میں ہوئی۔ اپنا نچ سال کی عمر میں وہ حفظ کلام اللہ کی دولت سے سرفراز ہو گئے۔ عربی و فارسی کی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا عاشق پھلپٹی، مولانا امین کشمیری اور مولانا نور اللہ سے قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ۲۰ پندرہ سال کی عمر میں بہ قول مولوی عبدالقادر خانیؒ (۱۷۸۰-۱۸۴۹ء) علم تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ میں شہرہ آفاق تھے اور ہیئت، ہندسہ، مجسطی، مناظر، اصطرلاب، جر ثقیل، طبعیات، الہیات، منطق، مناظرہ، اتفاق، اختلاف، ملل، نحل، قیافہ، تاویل، تطبیق، مختلف اور تفریق مشتبہ وغیرہ کی تعلیم سے فارغ ہو گئے اور اس میں یکتائے زمانہ بن گئے۔ ۳۰ شاہ صاحب نے خود فرمایا: "جن علوم کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے ایک سو پچاس ہیں، نصف سائقین اولین کے اور نصف اس امت کے ہیں۔" ۴۰ حصول علم کے تمام روایتی و رسمی مراحل سے گزرنے کے بعد شاہ عبدالعزیز بحیثیت مدرس والد گرامی کی موجودگی میں مدرسہ رحیمیہ دہلی میں پڑھانے کے لئے مامور کئے گئے۔ درس شروع کیا تو علم و تحقیق کے موتی بکھیرنے لگے، جس سے بہت جلد آپ کی شہرت ہو گئی۔ ۲۵ / سال کی عمر سے ہی شاہ صاحب متعدد مہلک بیماریوں کے شکار ہو گئے تھے۔ ۵۰ اس وجہ سے ان کے آنکھوں کی روشنی بھی زائل ہو گئی تھی۔ پھر بھی حافظہ نسخہ لوح تقدیر تھا۔ ۶۰ مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۸۶۳-۱۹۴۳ء) اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں: شاہ صاحب کو چھ ہزار احادیث ازبر تھیں۔ ۷۰ سید عبدالحی حسنیؒ نے اپنے سفر نامہ 'دہلی اور اس کے اطراف' میں شاہ عبدالعزیزؒ کی قوت حافظہ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ شاہ صاحب سخت بیماری میں مبتلا ہونے کے باوجود چلتے پھرتے بھی طلباء کو درس دیتے اور خلفاء و مریدین اور عوام الناس کی تعلیم و تربیت پر توجہ فرماتے تھے۔ ۸۰ اس بے لوث دینی خدمت نے آپ کو عوام و خواص میں مقبول بنا دیا۔ ہر طرف آپ ہی کے تلامذہ پائے جاتے تھے، جنہوں نے آپ سے سند حدیث حاصل کی تھی، یہاں تک کہ بیرون ہند میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ ۹۰ ۵۹ / جون ۱۸۲۳ء / ۷، شوال یکشنبہ ۱۲۳۹ھ کو علم و عمل اور رشد و ہدایت کا یہ چراغ گل ہو گیا۔ ۱۰

شاہ عبدالعزیز کی تصانیف:

شاہ عبدالعزیزؒ نے تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ قلم قرطاس سے بھی مضبوط رشتہ بنائے رکھا اور آپ کی نوک قلم سے بڑی وقیع کتابیں اور رسالے فارسی اور عربی زبانوں میں معرض وجود میں آئے، جو شاہ کار کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ تحریری سرمایہ ان کی علمی تبحر، زبان دانی، ادبیت کی چاشنی، پیرایہ بیان، سلاست و روانی کے ساتھ تحقیق کا اعلیٰ معیار پیش کرتی ہیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ ان میں کم ہی کتابیں ایسی ہیں جسے انہوں نے خود سے لکھا، بلکہ

بیش تر کتابوں کا انہوں نے املا کرایا تھا، کیوں کہ وہ بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔ یہ کتابیں کسی بڑے علمی و اصلاحی تقاضے کے پیش نظر تحریر کی گئیں تھیں۔ یوں تو ان کی چھوٹی بڑی کتب، شروح و حواشی، رسائل، ملفوظات و مکتوبات، کمالات اور تعبیرات وغیرہ کی فہرست سازی کی جائے تو ان کی تعداد کئی درجن تک ہو سکتی ہے۔ پروفیسر محمد اقبال مجددیؒ (۱۹۵۰-۲۰۲۲) نے 'مقالات طریقت' کے مقدمہ میں اس کی ایک فہرست درج کی ہے، جس کی رو سے اس کی تعداد تینتیس ہے۔^{۱۱} لیکن ان میں تفسیر فتح العزیز، بستان المحدثین، بحالہ نافعہ، شہادتین، تحفہ اثنا عشریہ، فتاویٰ عزیزی، ملفوظات عزیزی اور وسیلۃ النجاة وغیرہ مشہور و مقبول کتابیں ہیں۔ ان سے آج بھی اہل علم استفادہ اور اسے مرجع کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ بعد میں ان کتابوں کے اردو اور عربی ترجمے متعدد اہل علم نے کئے اور جن کی اشاعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ شاہ صاحب کی مشہور و مذکور کتابوں کی قدر و قیمت کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے، جس سے اندازہ لگایا جاسکے کہ یہ کتابیں دینی، علمی، سماجی و معاشرتی اصلاح میں کتنی معین ثابت ہوئیں اور ان کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔

تفسیر فتح العزیز / تفسیر عزیری:

شاہ ولی اللہؒ نے بڑی جدوجہد کی کہ مسلم معاشرے میں فہم قرآن کا ایک عام مزاج بنے اور لوگوں کا تعلق سرچشمہ ہدایت سے مضبوط ہو جائے۔ شاہ ولی اللہؒ کے انتقال کے بعد شاہ عبدالعزیزؒ نے بھی اس سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے اپنے درس قرآن کی شروعات اسی آیت کے بعد سے کی جہاں ان کے والد نے چھوڑا تھا۔ شاہ اسحاق بن افضلؒ پہلے ایک رکوع کی تلاوت کرتے، پھر شاہ صاحب دیر تک اس کی تفسیر بیان فرماتے اور اس سے حاصل دروس و نصائح کی وضاحت کرتے تھے۔^{۱۲} شاہ صاحب کے انتقال کے بعد اس سلسلے کو ان کے نواسے شاہ اسحاق نے آگے بڑھایا۔^{۱۳} دراصل یہ اس لئے بھی ناگزیر تھا کہ لوگوں نے قرآن کو کتاب ہدایت کی بجائے دعا، تعویذ، گنڈوں اور فاتحہ خوانی کی کتاب سمجھ لیا تھا اور اس سے حد درجہ لاپرواہی برتی جاتی تھی۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیزؒ کے درس قرآن سے مسلمانوں کے اندر کلام اللہ سے شغف پیدا ہوا۔ بعد میں شاہ عبدالعزیزؒ نے قرآن مجید کی تفسیر فتح العزیز کے نام سے لکھی جو بڑی مہتمم بالشان ہے۔ خان دان ولی اللہی کو یہ اعزاز و افتخار حاصل ہے کہ اس کے ہر فرد نے خدمت قرآن پر خصوصی توجہ دی۔ مگر شاہ عبدالعزیزؒ کی برسوں پر محیط یہ کوشش بڑی برگ و بار ثابت ہوئی۔ مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ (۱۹۲۵-۲۰۱۵ء) لکھتے ہیں:

"برصغیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خان دان کو اللہ تعالیٰ نے جو قدرو

منزلت عطا فرمائی، وہ اس خطہ ارض کی اسلامی و دینی تاریخ کا ایک نہایت روشن باب ہے۔ اس خان

دان نے سب سے زیادہ خدمات سرانجام دیں۔ قرآن، حدیث، تفسیر، اصول فقہ، تصوف، جہاد غرض ہر میدان علم و عمل میں اس خانوادہ عالی مرتبت کے ارکان ذی احترام پیش پیش رہے بلکہ بعض خدمات علمیہ کا آغاز ہی اس گھرانے سے ہوا۔ قرآن مجید کے فارسی اور اردو تراجم کی ابتدا انہی بزرگوں نے کی۔ شاہ ولی اللہؒ کا فارسی ترجمہ و تفسیر، شاہ عبدالعزیزؒ کی تفسیر عزیزی، شاہ عبدالقادرؒ کا اردو ترجمہ قرآن اور تفسیر موضح قرآن، شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ وہ اولین خدمات ہیں جو تاریخ کے سینے میں قیامت تک نقش رہیں گی اور لوگ ہمیشہ مستفید ہوتے رہیں گے۔ "۱۴"

شاہ عبدالعزیزؒ کے درس قرآن سے برآمد ہونے والے اثرات کو مصلحانہ عمل قرار دیتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (۱۹۱۳-۱۹۹۹ء) لکھتے ہیں:

"قرآن مجید کے ذریعے تطہیر عقائد اور اصلاح اعمال و اخلاق کی سب سے طویل، سنجیدہ و عمیق اور موثر و واقعہ کوشش خان دان ولی اللہی کے سب سے بڑے فرد اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے کاموں کی تکمیل و توسیع کی سعادت حاصل کرنے والے بزرگ شاہ عبدالعزیزؒ (۱۲۳۹ھ) کے ذریعہ انجام پائی، جنہوں نے ۶۲-۶۳ سال تک دہلی جیسے مرکزی شہر اور تیرہویں صدی ہجری جیسے اہم زمانہ میں درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا، اس کو خواص و عوام میں جو مقبولیت حاصل ہوئی اور اس سے اصلاح عقائد کا جو عظیم الشان کام انجام پایا، ہمارے علم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔" ۱۵

تفسیر فتح العزیز آسان فارسی زبان میں تحریر کی گئی تھی، بلکہ اسے اپنے ایک شاگرد اور مرید شیخ مصدق الدین عبداللہ کے استاد عا پر اپنے قوت حافظہ کے بل بوتے املا کروایا تھا۔ ۱۶ تفسیر مکمل ہے یا نامکمل، اس بارے میں الگ الگ رائے ملتی ہے۔ ۱۷ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شاہ صاحب نے مکمل تفسیر لکھی تھی، جس کی طباعت نہیں ہوئی تھی اور یہ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں ضائع ہو گئی۔ جب کہ ایک دوسری رائے اس کے برعکس ہے اور وہ یہ ہے کہ آخر کے دو پارے اور سورہ فاتحہ و بقرہ کی ہی تفسیر لکھی گئی تھی اور یہی رائے مشہور بھی ہے۔ ۱۸ شاہ عبدالعزیز کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

"تفسیر فتح العزیز المعروف بہ تفسیر عزیزی اس قابل قدر اور نامور تفسیر کی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد میں سورہ فاتحہ سے لے کر سيقول کے رُبع پارہ تک سوا پارہ کی تفسیر ہے اور دوسری جلد میں سورہ ملک سے آخر قرآن مجید تک پچھلے دو پارہ کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر کیا ہے؟ دنیا بھر کے علوم کا مخزن، جملہ فنون کا سرچشمہ۔ اس میں دنیا جہان کے علوم و فنون کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں اور ہر علم کا کافی نمونہ دکھایا گیا ہے۔ سب سے بڑی خوبی کی بات اس تفسیر میں

یہ رکھی گئی ہے کہ ہر مذاق کا آدمی اپنے مذاق کے مطابق اس سے دل چسپی لے سکتا ہے اور خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے، حتیٰ کہ حق جو مخالفین بھی اس کے ایک ایک مضمون سے مزہ لیتے اور کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اس نام ورتفسیر نے یہاں تک قبولیت کی شہرت پائی ہے کہ ہندوستان کے تمام طبقوں اور دیگر ولایتوں کے اکثر حصوں میں امتیازیہ نظروں اور عظمت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔ ہم جہاں تک غور کرتے ہیں اور کرید کرید کر دیکھتے ہیں علماء سلف میں سے کوئی شخص ایسا نظر نہیں پڑتا جس نے اس قسم کی تفسیر نہ لکھی ہو، مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ یہ تفسیر پوری ہونے نہ پائی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کی تکمیل میں کون وجہ مانع ہوئی اور یہیں تک پہنچ کر شاہ صاحب نے اپنا پر زور قلم کیوں روک لیا۔ اس بارہ میں اگرچہ اتواہا مختلف وجوہ سنی بھی گئی ہیں مگر وہ کچھ ایسی مدلل اور مبرہن نہیں ہیں جنہیں ہم وثوق کے ساتھ بیان کر سکیں۔ لہذا اس باب میں ہم قلم فرسائی کرنا تفضیح اوقات کا موجب سمجھ کر یہیں چھوڑے دیتے ہیں۔" ۱۹

تفسیر فتح العزیز میں ایسے ایسے تفسیری نکات زیر بحث آئے ہیں جو ماقبل کی تفاسیر میں نظر نہیں آتے۔ اس تفسیر کی غیر معمولی اہمیت اور انفرادیت کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ رقم طراز ہیں:

"لیکن اس عدم تکمیل کے باوجود اس تفسیر میں بہت سے ایسے نکات و تحقیقات ہیں جو بہت سی مشہور تفاسیر میں نہیں ملتیں، شاہ صاحب کے درس تفسیر اور آپ کی کتاب تفسیر فتح العزیز میں ان مسائل پر خاص طور پر محققانہ کلام کیا گیا ہے، جن کے بارے میں اس وقت کے علما نے تحقیق و صاف بیانی سے کام نہیں لیا تھا، اور اس کی وجہ سے عوام کی ایک بڑی تعداد فساد عقیدہ اور مشرکانہ اعمال تک میں گرفتار تھی، مثلاً آیت: وَمَا أَهْلًا بِهِ لِعِبَادِ اللَّهِ کی تفسیر جو اس کتاب کے خصوصی مقامات میں سے ہے، اسی طرح سحر کی بحث (وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ إِلَّا فِي مِثْقَالِ ذَرَّةٍ) کے ذیل میں) اور بعض دوسری آیات کے سلسلہ میں تحقیقات نادرہ، اس کتاب کی خصوصیات میں سے ہیں۔" ۲۰

تفسیر فتح العزیز کی فارسی اشاعت پہلی بار ۱۲۳۸ھ / ۱۸۳۳ء میں کلکتہ سے ہوئی تھی، بعدہ کئی جگہوں سے متعدد سنین میں اس کی اشاعت ہوتی رہی۔ اس کا اردو ترجمہ کئی اہل علم نے کیا۔ مقبول و مشہور ترجمہ جمہ مولوی محمد علی چاند پوری نے پارہ اول کا کیا اور دوسرے پارے کے چند رکوعات کا ترجمہ محمد ہاشم دہلوی نے کیا جو تفسیر عزیزی کے نام سے مختلف جگہوں سے شائع ہوئی۔ بعد میں مطبع مصطفائی دہلی نے شائع کیا۔ ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء میں مطبع فاروق دہلی نے بھی اسے شائع کیا۔ اسی ترجمہ کو مطبع مجیدی کان پور نے شائع کیا اور ایسا لگتا ہے کہ یہی ترجمہ اب ہر جگہ سے شائع ہو رہا ہے۔ ایک ترجمہ جو اہر عزیزی کے نام سے چار جلدوں میں سید محمد محفوظ الحق قادری نے

۱۳۱۰ھ / ۱۹۸۹ء کیا، جس کو نوریہ رضویہ پبلیکیشنز لاہور نے ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں اور دوسری مرتبہ ۳۳۳۱ھ / ۱۱۰۲ء میں شائع کیا۔ ۲۱

بستان المحدثین:

برصغیر میں علم حدیث کی نشرو اشاعت کے اصل داعی حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بعد مضبوط کڑی شاہ عبدالعزیزؒ کی ہے۔ والد گرامی نے نصوص قرآن و حدیث کی توضیح و تشریح، ان کے مطالب کو عوام میں پھیلانے اور عمل بالحدیث کی ترویج و اشاعت کا جو "شجر طوبی" لگایا تھا، اس کی آبیاری شاہ عبدالعزیزؒ نے کی اور اسے اس قدر ثمر آور بنا دیا کہ آج تک لوگ اس سے خوشہ چینی کر رہے اور دریائے علم کے آب زلال سے اپنی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ ۲۲ مولانا صدیق حسن قنوجی (۱۸۳۲-۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں:

"ان کا خان دان علوم حدیث اور فقہ حنفی کا خان دان ہے۔ اس علم شریف کی خدمت جیسی کہ اس خان دان سے اس اقلیم میں بن آئی دوسرے کسی خان دان کی بابت معلوم اور مشہور نہیں۔ درحقیقت اس سر زمین میں عمل بالحدیث کی تخم ریزی ان کے والد ماجد نے کی اور انہوں نے اس کو برگ و بار بخشا اور پروان چڑھایا۔" ۲۳

کتاب بستان المحدثین علم حدیث اور تاریخ حدیث پر مبنی ہے جو بڑی مشہور و مقبول ہے، یہ فارسی زبان میں تحریر کی گئی تھی۔ کتاب لکھی گئی اور کیا شاہ عبدالعزیزؒ نے اس کو بھی املا کر لیا تھا، اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اس میں شاہ صاحب نے سو سے زائد کتب حدیث کا تعارف پیش کیا ہے اور ان کے مؤلفین کے حالات و واقعات کو کمال احتیاط اور محققانہ دل نشیں پیرائے میں بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا ہے۔ کتاب کی تصنیف کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کے بارے میں خود شاہ صاحب کتاب کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

"چوں کہ اکثر رسالوں اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں سے حدیثیں نقل کی جاتی ہیں، جن پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے سننے والوں کو حیرانی پیش آتی ہے، اس وجہ سے اصل مقصود تو انہی کتابوں کا ذکر ہے، مگر تجعان کے مصنفین کا بھی ذکر کیا جائے گا، کیوں کہ مصنف سے اس تصنیف کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ نیز ہمارا مقصود فقط متون کا ذکر ہے، مگر بعض شرحوں کا بھی اس وجہ سے ذکر کیا جائے گا کہ کثرت شہرت اور کثرت نقل اور زیادتی اعتماد کی وجہ سے اگر ان کو متون کا حکم دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔" ۲۴

اس میں کوئی دورانے نہیں کہ تاریخ حدیث اور محدثین کے حالات پر یہ کتاب بڑی وسیع اور جامع ہے۔ اس کا مطالعہ طالب علم کو دیگر دوسری کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ مولوی محمد رحیم بخش لکھتے ہیں:

"فی الواقع یہ کتاب سلسلہ تاریخ کا بہت بڑا ذخیرہ اور مخزن ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کے بعد سے جن مصنفوں نے سلف کی یادگار میں کتابیں لکھی ہیں وہ درحقیقت اسی کے خوشہ چیں ہیں۔" ۲۵

اس کتاب کی اشاعت بہ زبان فارسی مطبع محمدی لاہور سے ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۱ء میں ہوئی تھی۔ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں مولانا عبدالمسیح صاحب دیوبندی نے اسے اردو قالب میں ڈھالا اور اشاعت مطبع قاسمی دیوبند سے ہوئی۔ اسی ترجمہ کی جدید اشاعت ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۲ء مفتی الہی بخش اکیڈمی کاندھلہ سے ہوئی، جس کی ضخامت 410 صفحات ہے۔ اس کی تحقیق و تخریج ڈاکٹر اکرم ندوی نے کی ہے، اس سے اس کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ کتاب کے ابتدائیہ میں مولانا نور الحسن کاندھلوی نے پوری تفصیل درج کر دی ہے کہ بستان الحدیث کب اور کہاں کہاں سے شائع ہوئی ہے۔ اس کا عربی ترجمہ مولانا اشفاق سلفی نے کیا تھا، جو دارالداغی للنشر والتوزیع، ریاض سے ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا تھا۔ ایک عربی ترجمہ ڈاکٹر اکرم ندوی نے بھی کیا، جس کی اشاعت ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء میں دارالغرب الاسلامی، بیروت سے ہوئی۔ عربی سے انگریزی ترجمہ عائشہ بیولی نے کیا جو ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔ ۲۶

عجالت نافعہ:

رسالہ "عجالت نافعہ" بزبان فارسی علم حدیث اور سند حدیث پر مشتمل ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے اسے اپنے ایک شاگرد مولانا قمر الدین منت حسینی کے استاد عا پر سند حدیث عطا کرنے کے تحت لکھا تھا۔ ۲۷ اس میں کل دو فصول ہیں۔ یہ کمیت کے اعتبار سے تو ایک مختصر رسالہ ہے، جو چند صفحات میں ہے، مگر کیفیت کے اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ ہر عہد میں اس کتاب کی ضرورت محسوس کی گئی۔ حدیث کے طالب علموں کے لئے اصول حدیث اور سند حدیث کو سمجھنے کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ اس رسالہ کے بارے میں شاہ عبدالعزیز ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

"اس فن شریف کے تھوڑے سے متعلقات کو اس رسالہ میں بیان کیا گیا ہے، اور بقیہ کو ان کے روشناور ہوشیار اور ذہین طبیعت پر چھوڑ دیا گیا ہے.... اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ جو کوئی اس رسالے کے مضامین پیش نظر رکھ کر فنون حدیث میں غور و فکر کرے گا، وہ انشاء اللہ تعالیٰ غلطی اور خطا سے محفوظ اور تصحیف و تحریف سے مامون رہے گا، نیز صحیح اور ضعیف حدیث کے پہچاننے کے واسطے اس کے ہاتھ میں ایک کسوٹی اور بہتر معیار ہوگا، جس کی بدولت وہ صحیح اور غیر صحیح کو پہچان سکے

گا۔" ۲۸

رسالہ کے آخر میں شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"اب اس رسالہ میں جو کچھ ذکر ہوا ہے وہ بطور نمونہ کافی ہے، ورنہ ان مطالب کی تفصیل کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس علم کی اکثر ضروریات ہر طرف اور ہر ملک میں پائی جاتی ہیں، بلکہ صحیح و سقیم میں تمیز، ذہن کی استقامت، طبیعت کی سلامتی، نیز خطا کی طرف مائل نہ ہونا اور ادنیٰ تنبیہ سے راہِ ثواب کو اختیار کرنا، ایک بڑی نعمت ہے۔" ۲۹

"اٹھارہویں صدی عیسوی میں برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما" (مجموعہ مقالات) کے مرتب محمد خالد مسعود رسالہ ہذا کے مندرجات کی روشنی میں اس کی اہمیت و افادیت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مختصر رسالہ عجلہ نافعہ اصول حدیث پر لکھا گیا جس کا مقصد صحیح اور ضعیف حدیث کی پہچان کے طریقے بیان کرنا تھا۔ آپ نے اس رسالے میں متاخرین محدثین پر تنقید بھی کی کہ انہوں نے غیر معتبر کتابوں کی حدیثوں پر انحصار کیا ہے۔ آپ نے درایت حدیث کے اصول بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جو حدیث مشہور تاریخی واقعے یا عقل و شرع کے مقتضیات کے مخالف ہو اور ترغیب و ترہیب میں مبالغہ آمیز ہو، وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ وضع حدیث کے اسباب بیان کرتے ہوئے آپ نے وضاحت کی کہ اس میں زیادہ حصہ خلفا اور امرا کے مصاحبین کا ہے جنہوں نے خوشامد کے لئے حدیثیں گھڑیں، پھر زہاد، عباد اور ایسے لوگ بھی اس میں شامل ہیں جنہوں نے نیک نیتی سے حکمت و اخلاق کی اچھی باتیں رسول اللہ سے منسوب کر دیں۔" ۳۰

کتاب گرچہ ایک مختصر رسالہ ہے، مگر اس کی جامعیت کا عالم یہ ہے کہ جب اس کی شرح ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتی (۱۹۲۹-۲۰۲۰ء) نے لکھی تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو گئی جو فوائد جامعہ کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ اس کے مندرجات کے بارے میں ایک مبصر لکھتے ہیں:

"شاہ عبدالعزیز نے فارسی زبان میں "عجلہ نافعہ" کے نام سے حدیث پر ایک مختصر رسالہ لکھا تھا۔ اس کتاب میں شاہ صاحب نے مصطلحات علم حدیث کو بیان کیا ہے۔ پھر طبقات کتب حدیث کے ضمن میں تقریباً ساٹھ مصنفین کی کتب حدیث کا تعارف پیش کیا ہے۔ تفسیر کی بعض کتابیں بھی ذکر کی ہیں کیوں کہ ان کا علم حدیث سے گہرا تعلق ہے۔ پھر راویان کتب سنیہ کے تحت صحاح ستہ میں وارد ۵۲۱ راویوں کا تعارف کروایا ہے، اس کے بعد فقہائے محدثین کے تحت ۵۳۱ محدثین کے تراجم ذکر کئے ہیں۔ گویا یہ کتاب مصطلحات علم حدیث، طبقات کتب حدیث اور تراجم رجال کے موضوع پر ایک مفید کتاب ہے۔ اس میں کچھ تو فن حدیث کے متعلق ضروری معلومات

ہیں اور اس کے علاوہ ایک مختصر سا "ثبت" ہے جس میں صحاح ستہ، مشکوٰۃ شریف اور حصن حصین کی اسناد بیان کی گئی ہیں۔ "۳۱"

یہ کتاب پہلی بار ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء میں غالباً مطبع مصطفائی لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔ بعد میں کئی لوگوں نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ عمدہ اور سلیس ترجمہ ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتیؒ نے کیا اور ساتھ ہی اس کی عمدہ شرح بھی تحریر کی، جس کا نام 'فوائد جامعہ شرح عمالہ نافعہ' ہے۔ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء میں نور محمد صاحب المطالع کراچی سے شائع ہوئی تھی۔ یہی کتاب ڈاکٹر چستی کی نظر ثانی اور اضافے کے ساتھ مکتبہ الکوثر، کراچی سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی، جو ۶۷۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

فتاویٰ عزیزی:

شاہ عبدالعزیزؒ کو فقہ و فتاویٰ کے کتابوں کی کلیات و جزئیات اور اس کی طویل عبارتیں مستحضر تھیں اور وہ فتاویٰ نویسی کے اصول و مبادی سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے فتاویٰ میں قرآن و حدیث کو ترجیحی مقام حاصل ہے، اس کے بعد ہی وہ فقہی کتابوں کی طرف مراجعت کرتے اور بصائر و نظائر، مصالح مرسلہ، عرف و عادات وغیرہ کی روشنی میں مسائل کا استخراج کرتے تھے۔ مسئلہ کی تفہیم میں آسانی سے کام لیتے تھے۔ ان کی حالات و زمانہ پر گہری نظر تھی، اس کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر ہی فتویٰ صادر کرتے تھے۔ فتاویٰ کی غیر معمولی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر ثریا ڈار لکھتی ہیں:

"شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی مذہبی اور علمی جواہر ریزوں پر مشتمل فارسی تصنیف "فتاویٰ عزیزی" کی دو جلدیں آپ کے تبحر علمی کا نچوڑ اور دینی معلومات کا وسیع سرمایہ ہے۔ فقہ و عقائد، تفسیر و تشریح اور تصوف و کلام کے اس مقبول و معروف دینی و علمی مجموعے سے ملت اسلامیہ کے تمام طبقات کے علما و طلباء اور متلاشیان حق ہر دور میں مستفید ہو سکتے ہیں۔ اہل اسلام آپ کے علمی و مذہبی مقام اور مسلمانان بر صغیر آپ کی دینی و علمی خدمات سے بخوبی واقف ہیں۔ شرعی احکام اور عجیب و غریب مسائل دینیہ کے تحقیقی جوابات پر مشتمل آپ کا یہ بیش بہا علمی خزانہ آپ کے تبحر علمی کا واضح ثبوت ہے۔ اس تصنیف میں آپ بہ یک وقت ایک عظیم فقیہ، صوفی، متکلم، مفسر اور محدث دکھائی دیتے ہیں۔ شاہ صاحب اپنے زمانے میں ہمیشہ ہندوستانی مسلمانوں کے درس و تدریس، افتاء و فصل خصومات اور ان کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے وسیع پیمانے پر سوالوں کے جواب دینا آپ کی تمام علوم ظاہری و باطنی میں کامل مہارت کی ایک پختہ دلیل ہے۔" ۳۲

فتاویٰ عزیزی کے مطالعہ سے شاہ عبدالعزیزؒ کی فقہی مہارت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ انہوں نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کے لئے انگریزی تعلیم کی حمایت کی تھی اور اس کے جواز کا فتویٰ دیا اور انگریزوں کی نوکری کو جائز ٹھہرایا تھا۔ ۳۳۔ ساتھ ہی انگریزوں کے بڑھتے ہوئے اثرات کو دیکھ کر ہندوستان کو دارالحرب بھی قرار دیا تھا۔ اس عہد کے تناظر میں اس قسم کے فتویٰ کا صدور ایک جرأت مندانہ اقدام تھا۔ آپ کی فقہی خدمات کے بارے میں ڈاکٹر شریا ڈار لکھتی ہیں:

"شاہ عبدالعزیزؒ نے فقہ سے متعلق قانون سازی اور فتاویٰ وغیرہ کے فیصلوں کے فرائض نہایت سرگرمی سے انجام دیئے۔ احکام شریعت، اسرار معرفت اور اپنی دینی بصیرت سے رہنمائی حاصل کی اور معاشرے میں پیش آنے والے سماجی، سیاسی اور اجتماعی مسائل کو حالات و زمانہ کے تقاضوں کے تحت حل کیا۔ شاہ صاحب نے اپنے فتاویٰ میں فقہ سے متعلق معاملات و عبادات (خرید و فروخت، عاریت، امانت و ضمانت) مناکحات (نکاح، طلاق، عدت، نسب، ولایت، وصیت، وراثت) عقوبات (قتل، چوری، تہمت، قصاص، تعزیرات، خون بہا) خصامات (عدالتی مسائل، اصول محاکمہ، قانون مرافعہ) حکومت و خلافت (قومی و بین الاقوامی معاملات، صلح و جنگ کے احکام، وزارت، محاصل) کے علاوہ مسائل نماز، روزہ، حج، مسائل بیچ، رہن، ہبہ، سود اور بے شمار مسائل متفرقہ پر فتوے دیئے ہیں۔ آپ نے اپنے علمی تجربہ اور دور رس نگاہ سے کتاب و سنت اور فقہ کی اشاعت و تبلیغ کے سلسلے میں عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔" ۳۴

شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کو ایسٹ انڈیا کمپنی یا انگریزوں کی ابھرتی ہوئی طاقت کا بخوبی اندازہ تھا۔ پھر بھی انہوں نے بڑی بے باکی اور جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انگریزوں کے زیر تسلط علاقوں کو دارالحرب قرار دیا تھا۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ تبدیلی سلطنت کی وجہ سے خود پڑھے لکھے لوگوں میں بھی یہ بات تسویش کا باعث رہی ہوگی کہ اب ملک کی شرعی حیثیت کیا ہوگی اور ہمارے روزمرہ کے مسائل شریعت کے کس اصول کے تحت حل کئے جائیں گے۔ ان چہ می گوئیوں سے شاہ صاحب بھی باخبر تھے۔ چنانچہ مسائل نے مطلق سوال کیا: دارالاسلام دارالحرب ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ شاہ صاحب نے عمومی صورت حال کے پیش نظر وسیع تناظر میں اس کا نہ صرف جواب دیا بلکہ اس میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ظلم و زیادتی اور نا انصافیوں کا بھی ذکر کیا۔ چنانچہ انہوں نے پہلے درمختار کی طویل عبارت کی روشنی میں بیان کیا کہ کوئی بھی دارالاسلام تین شرطوں کی بنا پر دارالحرب بن جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ برصغیر کے وسیع تناظر میں اس کا درج ذیل جواب تحریر کرتے ہیں:

"اس شہر میں مسلمانوں کے امام کا حکم ہر گز جاری نہیں۔ نصاریٰ کے حکام کا حکم بے دغدغہ جاری ہے اور احکام کفر کے جاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ مقدمات انتظام سلطنت اور بندوبست رعایا و تحصیل، خراج اور باج و عشر اموال تجارت میں حکام بطور خود حاکم ہوں اور ڈاکوؤں اور چوروں کی سزا اور رعایا کے باہمی معاملات اور جرموں کی سزا کے مقدمات میں کفار کا حکم جاری ہو اگرچہ بعض احکام اسلام مثلاً جمعہ و عیدین اور اذان اور گاؤں کشی میں کفار تعرض نہ کریں، لیکن ان چیزوں کا اصل اصول ان کے نزدیک بے فائدہ ہے کیوں کہ مسجدوں کو بے تکلف منہدم کرتے ہیں۔ جب تک یہ اجازت نہ دیں کوئی مسلمان اور کافر ذمی ان اطراف میں نہیں آسکتا۔ مصلحتاً واردین اور مسافرین اور تاجروں سے مخالفت نہیں کرتے۔ دوسرے امر مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم بلا اجازت ان کے شہروں میں نہیں آسکتے اور اس شہر سے کلکتہ تک ہر جگہ نصاریٰ کا عمل ہے، البتہ دائیں اور بائیں مثلاً حیدر آباد، لکھنؤ اور رام پور میں ان کا حکم جاری نہیں، کیوں کہ ان مقامات کے والیان ملک نے ان سے صلح کر لی اور ان کی فرماں برداری منظور کر لی۔" ۳۵

شاہ عبدالعزیزؒ کے اس طرح کے دوسرے فتاویٰ جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے استحکام حکومت کے بعد پیش آمد جدید مسائل کے تناظر میں صادر ہوئے، اس کے بڑے دور رس نتائج پیدا ہوئے۔ بعد کے ادوار میں ہر گروہ اور جماعت نے اس کی الگ الگ توضیح کر کے اپنے مقاصد کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لئے بطور دلیل پیش کیا۔ ۳۶

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ فتاویٰ شاہ عبدالعزیزؒ کے نہیں ہیں، بلکہ کسی اور کے ہیں، جسے ان کے نام سے منسوب کر کے چھاپ دیا گیا ہے۔ شاہ صاحب کے ایک معتبر سوانح نگار نے اس قسم کے اعتراضات اور شہادت کی سختی تردید کی ہے:

"بعض علما نے بڑی بڑی شد و مد سے اس امر کا انکار بھی کیا ہے کہ یہ کتاب شاہ صاحب کی طرف فرضا منسوب کی گئی ہے، اس میں جو فتاویٰ درج کئے گئے وہ دراصل شاہ صاحب کے نہیں معلوم ہوتے، مگر جب ہم تتبع اور انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو یہ کہے بغیر کبھی رہ نہیں سکتے کہ اس کتاب کے سب نہیں تو اکثر فتاویٰ ضرور شاہ صاحب ہی کی پر زور قلم کے لکھے ہوئے ہیں، گو یہ ممکن ہے کہ آپ کے تلامذہ یا دیگر علما کے بھی بعض خاص خاص فتاویٰ کسی وجہ سے آپ کے فتاویٰ میں شامل کر دیئے گئے ہوں، مگر مجموعی طور پر ہم اس بات کا ہرگز انکار نہیں کر سکتے کہ اس کتاب کا کوئی حصہ شاہ صاحب کا نہ ہو اور ضرور ہے کیوں کہ جب ہم نے اس کتاب کے متون کی اکثر عبارتوں کا آپ کی ان مشہور تصانیف سے پچانہ اور محققانہ طور پر مقابلہ اور موازنہ کیا جن کا خاص آپ ہی کی پر زور قلم سے لکھا جانا مسلم الکل ہے تو ہم نے ان کو اسی رنگ میں ڈوبا ہوا پایا جن سے وہ رنگین ہیں، اس وجہ سے ہم کھلم کھلا

کہہ سکتے ہیں کہ جو حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ اس کتاب کا کوئی حصہ بھی شاہ صاحب کا لکھا ہوا نہیں ہے ان کا نہایت ہی ضعیف اور کم زور خیال ہے۔" ۳

فتاویٰ عزیزی دو جلدوں میں بزبان فارسی شائع ہوئی تھی۔ بعد میں اس کا اردو ترجمہ ہوا تھا۔ ترجمہ مولانا محمد نواب علی اور مولانا عبدالجلیل نعمانی نے کیا تھا، جو مطبع کنز العلوم حیدرآباد (دکن) سے ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد مولانا عبدالواحد نولوی غازی پوری نے پہلی جلد کا ترجمہ ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء میں اور دوسری جلد کا ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں سرور عزیزی المعروف فتاویٰ عزیزی کے نام سے کیا، جو مطبع مجیدی کان پور سے شائع ہوا تھا۔

سر الشہادتین:

شاہ عبدالعزیزؒ کا یہ مختصر رسالہ عربی زبان میں ہے، جو تحفہ اثنا عشریہ کی تصنیف سے کچھ پہلے لکھا گیا تھا۔ اس میں نواسہ رسول حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت کے واقعات کو اتنی صاف گوئی اور حقیقت پسندی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ بعض سنی حضرات بھی یہ گمان کرنے لگے کہ کہیں شاہ صاحب اہل تشیع سے متاثر تو نہیں ہو گئے ہیں۔ بلکہ انہوں نے اس کتاب کے ذریعے اس غلو کو بے نقاب کیا جو نواسہ رسول کی شہادت کو لے کر خود سنیوں میں پائے جاتے تھے۔ ساتھ ہی اس میں ان کے فضائل کو بھی اعتدال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ امام حسن اور حسین کی شہادت دراصل پیغمبر اسلام کی ہی شہادت ہے اور جو لوگ یزید کی حمایت میں طرح طرح کی دلیلیں گڑھ کر عوام میں پھیلاتے ہیں وہ غلط ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ نواسہ رسول کی شہادت جس درجے کی ہوئی وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوئی۔ اس میں شہادت سری و شہادت جہری کے فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ ۳۸ شہادت سری کا تعلق حضرت امام حسن سے اور شہادت جہری کا امام حسین سے۔ شاہ صاحب نے اس نقطہ کی بھی وضاحت کی ہے کہ دنیا نے دیکھ لیا کہ شہادت حسین کے غم سے اللہ کی ہر مخلوق رنجیدہ اور افسردہ تھی۔ حیات عزیزی کے مصنف لکھتے ہیں:

"شاہ صاحب نے اس میں کربلا کی درد انگیز اور پر ملال واقعات کی ہو بہو تصویر کھینچی ہے اور ان میں تمام صحیح و معتبر روایات کا ایک جگہ ڈھیر لگا دیا ہے، جن میں کسی کو گنجائش کلام نہیں۔ حضرات امام حسین کے پر درد حالات اور لوگوں نے بھی جمع کر کے مختلف پیرایہ میں بڑی بڑی کتابیں تالیف کے سانچے میں ڈھالے ہیں، مگر ان میں سے اکثر پر تو اس درجہ رنگ آمیزی اور مبالغہ کا پوڈر پھیرا گیا ہے جن سے اصلی واقعات بھی قابل اعتبار خیال نہیں کئے جاتے اور بعض کتابوں کے مقاصد پر ان مصنوعی اور بناوٹی روایات کا روغن چڑھایا گیا ہے جو ہوش مندوں کے

نزدیک بڑھیوں کی فضول کہانیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ یہ کتاب ان تمام باتوں سے بالکل پاک صاف ہے۔ اس میں وہی معتبر اور صحیح واقعات درج ہیں جو بالکل مسلم الثبوت اور معتبر کتابوں سے چھانٹے گئے ہیں۔" ۳۹

اس کتاب کا اردو ترجمہ مرزا حسن اور مولوی خرم علی باہوری نے کیا تھا، جس کی اشاعت ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء میں ہوئی تھی۔ ایک ترجمہ مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی نے کیا تھا۔ ایک اور اردو ترجمہ مولانا ریاض احمد صدانی کا ملتا ہے، جس کی اشاعت مکتبہ حامد یہ گنج بخش روڈ لاہور سے ہوئی ہے۔ حال ہی میں ابوالحماد محمد احمد نے آسان اردو میں اور صاف ستھرے انداز میں اس کا ترجمہ کیا ہے اور اس میں وارد احادیث اور واقعات کی تخریج بھی کر دی ہے۔ اس کی اشاعت ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۲ء میں مکتبہ برکاتیہ قصور پاکستان سے ہوئی ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ:

شاہ عبدالعزیز کے گلستان علم و عمل میں "تحفہ اثنا عشریہ" کی حیثیت اس پھول کی مانند ہے کہ وقت گزرنے کے بعد بھی مشام جاں کو معطر کرنے والی اس کی خوش بو کا اثر زائل نہیں ہوتا، بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے شاہ صاحب کی کشادگی علم، بسیار مطالعہ، پیرایہ بیان، ادبیت کی چاشنی اور خاص بات یہ کہ ان کے معتدل نقطہ نظر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب 'ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ' کا سراپا مصداق ہے۔ یہ کتاب ۱۲۰۴ھ / ۱۷۹۰ء میں تصنیف پائی۔

اورنگ زیب عالم گیر کے انتقال ۱۶۵۸-۷۰ء، مدت حکومت کے بعد تشیع کا اثر و سونخ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا اور امور سلطنت میں وہ حاوی ہو گئے تھے۔ وزیر منعم خاں، سید بردران قطب ملک، عبداللہ خاں اور امیر الامرا حسین علی وغیرہ سلطنت میں بڑے بااثر اور اپنے مذہب میں سخت و متعصب تھے۔ ذوالفقار الدولہ نجف خاں امیر الامرا (۱۷۷۲-۸۳ء) بڑا عالی دماغ با اختیار امیر تھا، وہ جب تک زندہ رہا، شیعیت کو بہت فروغ ملا۔ ان لوگوں کی سرگرمیوں کے نتیجے میں بہادر شاہ اول (۱۷۰۷-۱۲ء) نے بھی شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس عہد میں شیعہ سنی اختلافات بہت زیادہ بڑھ گئے تھے اور ہر کوئی اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنے میں اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں سرگرداں تھے۔ بہ قول ایک دانش ور:

"برصغیر میں شیعیت کے اثرات تو بنی امیہ کے دور میں ہی پہنچ گئے تھے، لیکن اس کو ریاست کی سرپرستی سولہویں صدی میں حاصل ہوئی اور اٹھارہویں صدی جب اورنگ زیب کے جانشینوں نے یہ مذہب قبول کر کے قوت کے ذریعے اسے رواج دینا چاہا تو اس کے اثرات مذہبی معاشرت پر بہت شدت سے ظاہر ہوئے۔ شاہ

صاحب کے عہد میں تو ایسا لگتا ہے کہ مسلمان باقاعدہ دو متحارب گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ علما کو جہاں ہندو معاشرت کے ذرا سے سائبے پر کفر کا گماں ہوتا تھا، وہاں شیعیت سے مماثلت بھی خطرناک ٹھہری۔ "۴۰"

شاہ عبدالعزیزؒ کے کئی رشتہ داروں نے بھی شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس میں ایک نام قمر الدین منت حسین کا بھی ہے، جو آپ کے محبوب تلامذہ میں سے تھے۔ ۴۱ شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اور جس زمانہ میں ہم زندگی گزار رہے ہیں اس میں اثنا عشریہ کا غلغلہ اور شہرہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ بہ مشکل کوئی ایسا گھر ہو گا جس میں کوئی نہ کوئی یہ مذہب اختیار نہ کر چکا ہو، یا اس سے متاثر نہ ہوا ہو۔ لیکن ان میں سے اکثریت چوں کہ اپنے علم تاریخ اور مسائل مذہب سے کوری ہے اور اپنے اسلاف اور بزرگوں کے حالات سے یکسر بے خبر اور غافل ہے۔ اس لئے جب اہل سنت کی مجلسوں میں گفتگو کی نوبت آتی ہے تو وہ بے ربط، بے محل اور لالچی ہوتی ہے۔" ۴۲

شاہ عبدالعزیزؒ کے عہد میں سیاسی بساط میں غیر متوقع الٹ پھیر ہو رہی تھی، مسلم دشمن عناصر اس کم زوری کا فائدہ اٹھا کر پورے ملک میں بے اطمینانی پیدا کر رہے تھے، جس کا زور توڑنا ضروری تھا، اور یہ اسی وقت ممکن تھا کہ دونوں فرقوں یعنی شیعہ اور سنی کو افہام و تفہیم کے ذریعے یکجا کیا جائے۔ چنانچہ اس کتاب نے ہم آہنگی کی فضا ہم وار کرنے میں سنگ میل کا کام کیا۔ شاہ صاحب کی نیک نیتی رنگ لائی، جس کا نظارہ بڑی حد تک اس وقت دیکھنے کو ملتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ انگریزوں کے خلاف برصغیر کی ساری مخالف طاقتیں متحد ہو گئی تھیں، مگر قسمت کا فیصلہ لوح ازل میں محفوظ ہو چکا تھا اور غلامی کا طوق یہاں کا مقدر بن چکا تھا، اس لئے وہی ہوا جو ہونا تھا۔ سر الشہادتیں اور تحفہ اثنا عشریہ ان دونوں کتابوں نے معاشرتی و مذہبی ہم آہنگی کی فضا ہم وار کرنے ادا کیا، جیسا کہ ڈاکٹر محمد خالد مسعود لکھتے ہیں:

"ان کتابوں کا مقصد افہام و تفہیم کے ذریعے دونوں مسالک کو ایک دوسرے سے قریب لانا تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے جو اصول اختیار کیا، وہ بہت اہم ہے یعنی دونوں کے صرف مشترکہ اور مسلمہ امور کو بیان کرنے اور مختلف فیہ امور کا ذکر نہ کرنے کے بجائے اس پر زور دیا کہ دونوں ایک دوسرے کے نقطہ ہائے نظر کو مکمل طور پر سمجھیں۔ افہام و تفہیم کی بنیاد پر لائے علمی اور ابہام کے بجائے اختلاف سے آگاہی اور حق کو تسلیم کرنے سے ہی مفید ہو سکتی ہے۔" ۴۳

شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں جارحانہ لب و لہجہ اختیار نہیں کیا اور نہ ہی الزامی جواب دینے کی کوشش کی، بلکہ سلجھ ہوئے انداز اور دل نشیں پیرائے میں مع دلیل تشبیح کے خود ساختہ عقائد و افکار کو بے نقاب کیا۔

انہوں نے ثابت کیا کہ نبوت اور خلافت کے معاملے میں اہل تشیع کے جو نظریات ہیں، وہ درست نہیں ہیں۔ مستند شیعہ کتب میں اس غلو کی کوئی سند نہیں ملتی۔ مولانا سید احمد عروج قادریؒ (۱۹۱۳-۱۹۸۶ء) لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ شیعیت و تفضیلت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو اس دور میں اکابر مشائخ نقشبندیہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت مرزا مظہر جان جانا، حضرت شاہ غلام علی نقشبندیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ وغیر ہم نے بڑی پامردی اور ہمت سے روکا اور ان حضرات کے بعد سب سے زیادہ کوشش اس سلسلہ میں شاہ عبدالعزیزؒ نے کی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہ سیلاب بڑھتے بڑھتے خود ان کے خان دان میں داخل ہو چکا تھا۔ ان کے شاگرد اور رشتہ دار قمر الدین منت شیعہ ہو چکے تھے۔ ان حالات میں شاہ عبدالعزیزؒ نے قلمی جہاد فرمایا۔ اس سلسلہ میں ان کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی دو معرکۃ الآراء تصانیف "ازالہ الخفا" اور "قرۃ العین فی تفضیل الشیخین" نے مشعل راہ کا کام دیا ہو گا۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد کے مشن کو جاری رکھا اور "ہرچہ پدر تمام نہ کرد پسر تمام کند" کے مقولہ کو ثابت کر دکھایا۔" ۴۴

تحفہ اثنا عشریہ میں جو مباحث آئے ہیں ان معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب سے کسی بھی فرقے کی دل شکنی نہ ہو اور صحیح بات ان کے علم میں آجائے۔ کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں شیعہ مذہب کی ابتدا اور اس کے مختلف فرقوں کے وجود میں آنے کا ذکر ہوا ہے۔ دوسرے باب میں اہل تشیع کے ان طریقوں اور حیلوں کا ذکر ہے جن سے دوسروں کو گم راہ کیا جائے اور اپنے افکار و نظریات کو کیسے ترویج و ترقی دی جائے۔ تیسرے باب کا تعلق تشیع کے اسلاف اور علماء سے ہے۔ چوتھے باب میں شیعوں کے اقسام حدیث اور اسناد سے متعلق بحث کی گئی ہے۔ پانچواں، چھٹا، ساتواں اور ٹھواں باب بالترتیب مسائل الیہات، ایمانیات اور نبوت و امارت اور آخرت سے متعلق ہے۔ نویں باب کا تعلق احکام فقہیہ سے ہے جن میں شیعوں نے تقلید سے اختلاف کیا ہے۔ دسواں باب خلفاء ثلاثہ و صحابہ پر مطاعن اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے۔ گیارہواں باب میں شیعہ کے مذہب کا ذکر ہوا ہے۔ بارہواں باب میں تولا اور تبرا جیسی بحث شامل ہے۔ تحفہ کی غیر معمولی اہمیت اور اس کے علمی مقام و مرتبہ کا تعین کرتے ہوئے شیخ محمد اکرام (۱۹۰۸-۱۹۶۳ء) لکھتے ہیں:

"تحفہ اثنا عشریہ فی الحقیقت ایک معرکۃ الآراء کتاب تھی اور شاہ عبدالعزیزؒ نے اس کی تالیف میں بے حد محنت اور جان فشانی سے کام لیا۔ اس سے پہلے مختلف شیعہ سنی مسائل پر کتابیں تصنیف ہوئیں۔ خود شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے قرۃ العین فی تفضیل الشیخین، ازالہ الخفا اور بعض رسائل میں ان مسائل سے بحث کی تھی، لیکن ایسی جامع اور مانع کوئی کتاب نہ تھی۔ فی الحقیقت تحفہ اثنا عشریہ شیعہ سنی مسائل کا ایک انسائیکلو پیڈیا ہے.... لیکن چونکہ بیان میں بڑے

ایجاز و اختصار سے کام لیا گیا ہے، اس لئے مطالب و معانی اور دلائل و حوالے بے شمار آگئے ہیں۔ کتاب کے جامع و مانع ہونے کے علاوہ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ روایات و بیانات کے انتخاب میں اصول حق کو پوری طرح محفوظ رکھا گیا ہے۔ شیعہ مذہب اور خیالات کے بیان میں فقط مستند اور معتبر شیعہ کتب پر انحصار کیا گیا ہے اور تاریخ و تفسیر میں سے فقط انہی چیزوں کو چنا ہے جن پر شیعہ سنی دونوں فریق متفق ہیں۔ کتاب کی زبان اور طرز بیان بھی متین اور مہذبانہ ہے۔" ۴۵

سر سید احمد خاں نے ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں اس کتاب کے دسویں اور بارہویں باب کا اردو ترجمہ کیا اور اسے 'تحفہ حسن' کے نام سے شائع کیا تھا۔ ۴۶ سر سید نے یہ ترجمہ اپنے استاذ مولوی نور الحسن کاندھلوی کی مدد سے کیا تھا۔ ۴۷

بعض 'تذکروں' سے پتا چلتا ہے کہ امیر الامرا نجف خاں کو شاہ عبدالعزیزؒ سے سخت پر خاش تھی۔ جیسے ہی تحفہ اثنا عشریہ سامنے آئی وہ آپ سے مزید دشمنی کرنے لگا۔ چنانچہ اس نے آپ کے اور آپ کے اہل خانہ کے لئے جلا وطنی کا فرمان جاری کر دیا اور آپ کی جاگیر کو بھی سلب کر لیا۔ جب جلا وطنی کی مدت ختم ہوئی تو یہ لوگ دہلی لوٹ کر آئے۔ ۴۸ جاگیر جو ضبط ہوئی تھی، اسے بعد میں ایک انگریز افسر مسٹر سٹین جو آپ کی بڑی عزت کرتا تھا، کی توجہ سے واپس لوٹادی گئی۔ ۴۹ لیکن اس بات کی بھی کوئی ٹھوس شہادت نہیں ملتی کہ شاہ صاحب کی جاگیر کب، کس وجہ سے اور کس نے ضبط کی تھی؟

فارسی زبان میں اس کی پہلی اشاعت ۱۲۱۵ھ / ۱۷۹۹ء میں کلکتہ سے ہوئی تھی۔ مطبع شمر ہند لکھنؤ سے بھی یہ کتاب ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ مولوی عبد المجید پبلی بھیتتی نے کیا جو ہدیہ مجیدیہ کے نام سے شائع ہوا۔ ایک ترجمہ مولوی سعد حسن خاں یوسفی ٹونکی نے کیا تھا۔ ایک اور ترجمہ سلیم اردو میں مولانا خلیل الرحمن مظاہری نے کیا جس کو دارالاشاعت کراچی نے ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء میں شائع کیا تھا۔ بڑی تقطیع میں اس کی ضخامت ۷۵۹ صفحات ہے۔ عربی زبان میں اس کا ترجمہ مولوی اسلمی مدراسی نے ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء میں کیا تھا۔ عربی ترجمہ کی تلخیص مصر سے شائع ہوئی تھی۔

ملفوظات عزیزی:

شاہ عبدالعزیزؒ کی علمی مجالس کے احوال کو قلم بند کرنے کا کام ان کے اخیر زمانے میں عمل میں آیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ دنوں تک یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ اس میں بیان کی گئی ہر بات شاہ صاحب کی وقیع اور طویل تجربات و مشاہدات پر مبنی ہے۔ اس میں ان باتوں کا بھی ذکر ہے جو اسلام کے شان دار ماضی کی یاد دلاتی ہیں اور اس

میں عبرت و نصیحت کا سامان بھی ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کا تنزل کیوں اور کیسے ہوا؟ اس کے مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ علم صرف قرآن و حدیث کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اصل ہیں، اس کے ساتھ ان گنت وہ علوم و فنون ہیں جن سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے اور جن کا جاننا اور ان میں کمال پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس کے مطالعہ سے خواجہ اجیری، خواجہ نظام الدین، خواجہ فرید الدین گنج شکر اور بہت سارے دوسرے صوفیا کرام کے علاوہ نظامی، گنجوی، خسرو، سعدی، رومی، غزالی، رازی، فارابی اور دیگر فکری رہنماؤں کے بلندی درجات اور دینی و علمی سرگرمیوں کا اندازہ ہوتا ہے جو اسلامی دنیا کے لئے عظیم سرمایہ تھے۔ انہوں نے فقہائے اسلام اور علماء کرام و محدثین عظام کی بے لوث علمی خدمات کا بھی اعتراف بلا کسی تفریق و امتیاز کیا ہے۔ بادشاہوں کی عیش و عشرت اور ان کے غیر ذمہ دارانہ عمل کے ساتھ اہل تشیع کی گم راہوں پر جگہ جگہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ گویا کہ ملفوظات عزیزی معلومات کا خزانہ ہے اور اس میں علم و عمل کے خوش نما رنگ برنگے پھول ہیں، جتنا درکار ہو اس کی خوش بو سے خود کو معطر کر لیا جائے۔ تاہم اس کے بعض مندرجات میں سقم بھی ہے اور بعض واقعات کو بیان کرنے میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے، جو شاہ صاحب کی ذات اعلیٰ مرتبت کے منافی ہے۔ ممکن ہے جامع ملفوظات نے فرط محبت میں یا کسی بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس طرح کی چیزوں کو بیان کر دیا ہو، یا پھر بعد کے لوگوں میں سے کسی نے تلمیس کر دی ہو۔ ۵۰

ملفوظات عزیری کو ان کے ایک مرید نے جمع کیا تھا جن کے نام کا پتا نہیں چلتا۔ اس کی زبان فارسی تھی۔ بعد میں اس کا اردو ترجمہ کئی لوگوں نے کیا۔ سب سے پہلے اس کا اردو ترجمہ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں مطبع مجتہبائی میرٹھ سے شائع ہوا، اس کے دو سال کے بعد مولوی محمد عظمت الہی اور مولوی ہاشم کے اردو ترجمہ کو مطبع ہاشمی میرٹھ نے شائع کیا۔ عمدہ اور صاف ستھرے اردو ترجمہ مولوی محمد علی قریشی اور مفتی انتظام اللہ شہابی نے کیا، جسے ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء میں پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز کراچی نے شائع کیا۔

وسیلۃ النجاة / افضلیت شیخین:

’وسیلۃ النجاة‘ بھی شاہ عبدالعزیزؒ کا ایک شاہ کار رسالہ ہے، جو ایک سائل کے جواب میں قلم بند کیا گیا تھا۔ اس میں دلائل و براہین کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و الجماعت ہے۔ شاہ صاحب اس رسالہ کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ایک دوست نے جو شیعہ مذہب میں کافی دسترس رکھتے ہیں، مجھ سے استدعا کی کہ فرقہ ناجیہ (اہل سنہ و الجماعہ) کی صداقت کے دلائل لکھ دوں۔ چنانچہ بحکم ’الدین النصیحہ‘ ان کے ارشاد کی تعمیل میں یہ

رسال لکھ رہا ہوں، جس کا نام ’وسیلۃ النجاة‘ تجویز کرتا ہوں۔ " ۵۱

اس رسالہ میں خاص طور پر نصوص قرآنی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ "افضلیت شیخین" کے نام سے محمد سلیمان انصاریؒ کیا تھا۔ اس کی غیر معمولی اہمیت اور اس کے مندرجات کی افادیت کے بارے میں مترجم لکھتے ہیں:

"حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیات قرآنی اور مستند شیعہ کتب کے حوالوں سے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کا مومن کامل ہونا ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان مقدس ہستیوں کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی بھی اسلام سے خروج کا باعث ہو سکتی ہے۔ لہذا اہل اسلام کو عموماً اور شیعہ حضرات کو خصوصاً آیات قرآنی اور اپنے مسلمہ اماموں کے اقوال کی روشنی میں حضرات شیخین اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ہر قسم کی بدگمانی اور وساوس شیطانی کو دل سے نکال باہر کرنا چاہئے اور صحیح اسلامی عقیدہ پر عمل پیرا ہو جانا چاہئے۔" ۵۲

اس اردو ترجمہ کو ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء میں المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور نے شائع کیا تھا۔ یہ رسالہ فتاویٰ عزیزی میں بھی شامل ہے۔

بعض دیگر رسائل:

شاہ عبدالعزیزؒ نے ایک رسالہ "سراجلیل فی مسئلۃ التفضیل" تحریر کیا تھا۔ اس میں شیخین کی فضیلت عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں ثابت کی گئی۔ ایک دوسرا رسالہ "عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس" لکھا تھا۔ اس میں وہ احادیث درج کی گئی ہیں، جو خلفائے اربعہ کے فضائل میں وارد ہوئے ہیں اور اس کے آخری حصے میں اہل بیت کے فضائل والی احادیث بیان کی گئی ہیں۔ یہ دونوں رسالے بھی فتاویٰ عزیزی اردو میں شامل ہیں۔

رسالہ وسیلۃ النجاة، رسالہ سراجلیل فی مسئلۃ التفضیل، رسالہ عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس اور مکتوبات شاہ عبدالعزیزؒ و شاہ رفیع الدین دہلویؒ چاروں کا یکجا اردو ترجمہ فضائل صحابہ و اہل بیت کے نام سے مولانا ایوب قادری نے کیا، جس کی اشاعت ۱۹۶۵ء میں پاک اکیڈمی، کراچی سے ہوئی۔ اس کی ضخامت ۳۵۱ صفحات ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے رسائل کا ایک مجموعہ کمالات عزیزی کے نام سے ملتا ہے جس کے مرتب و مترجم مولوی ظہیر الدین سید احمد ولی الہیؒ ہیں۔ اس میں حالات عزیزی، کرامات عزیزی، ارشادات عزیزی، مہربات عزیزی اور عملیات عزیزی جیسے مباحث شامل ہیں۔ مجموعہ کمالات عزیزی پروفیسر اقبال مجددیؒ کا مجموعہ کے نام سے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں محفوظ ہے۔ اسے اسلامی اکادمی، لاہور نے شائع کیا تھا۔ کرامات عزیزی اور مہربات عزیزی "ملفوظات عزیزی" میں بھی شامل ہے۔

خلاصہ بحث:

علمی، سماجی اور معاشرتی اصلاحات اور خدمات کے ضمن میں شاہ عبدالعزیزؒ کی تصنیفی مساعی غیر معمولی اہمیت کا حامل ہیں۔ خاص کر تحفہ اثنا عشریہ، سرالشہادتیں کے علاوہ بعض وہ رسائل جو مختلف عنوان سے ہیں۔ ان کتابوں کی وجہ سے شیعہ سنی اختلافات میں بڑی حد تک کمی آئی اور لوگوں نے ایک دوسرے کے مسلک و مذہب کو علمی بنیادوں پر سمجھنے کی کوشش کی۔ گویا کہ یہ شاہ صاحب خاموش مگر مستحکم علمی جہاد تھا۔ بستان الحدیث اور عجالہ نافعہ بڑی اہم اور محققانہ کتابیں ہیں، جس کی افادیت آج بھی برقرار ہے اور طلباء و محققین اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ تفسیر فتح العزیز جس کے مکمل اور نامکمل ہونے کی بحث میں اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم یہ تفسیر اپنی نظیر آپ ہے اور ہر کوئی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ نیز فتاویٰ عزیزی جو بیش قیمت علمی اثاثہ ہے، اس کا ہر فتویٰ مدلل و مبرہن ہے اور بڑا دل چسپ ہے خاص کر عصری مسائل کے تناظر جو جوابات لکھے گئے ہیں۔ اور ملفوظات عزیزی ایک علمی خزانہ ہے، جتنی بار اس کا مطالعہ کیا جائے علم و تحقیق کے نئے راستے کھلتے جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان علمی جوہر پاروں کی از سر نو تحقیق و تخریج اور تبویب و اشاعت کی جائے۔ علمی ورثے کی حفاظت قومی وطنی فریضہ ہے اور جو ایک بڑی دینی و علمی خدمت بھی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱ عبدالرحیم ضیا، مقالات طریقت (تحقیق و تدوین: پروفیسر محمد اقبال مجددی) پروگنوسو بکس، لاہور، پاکستان، ۲۰۱۷ء، ص: ۶۷۔ سید ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ، ۲۰۱۰ء، ج: ۵، ص: ۳۴۶-۳۴۷۔ رحمن علی، تذکرہ علمائے ہند (مرتبہ: محمد ایوب قادری) پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی، ۱۹۶۱ء، ص: ۳۰۲-۳۰۳۔ فقیر محمد جملی، حدائق الحنفیہ (مرتبہ مع حواشی: خورشید احمد خاں) مکتبہ ربیعہ، کراچی، سنہ ندرہ، ص: ۴۸۷-۴۸۸

Abdul Raḥīm Zia', Maqālāt Ṭarīqat, (Taḥqīq wa Tadwīn Prof. Muḥammad Iqbal Mujaddidī), Progressive books, Lahore Pakistan, 2017AD, pg. 67; Syed Abu al-Ḥassan Ali Nadwī, Tārīkh Da'wat wa Azīmat, Majlis Taḥqīqāt wa Nashriyāt Islam, Lakhnow, 2010AD, vol. 5, pg. 346-347; Raḥmān Ali, Tazkira 'Ulemā Hind, (Compiled Muḥammad Ayūb Qādrī), Pakistan historical society, Karachi, 1961AD, pg. 302-303; Faqīr Muḥammad Jehalmī, Ḥada'iq Ḥanafiyah (compiled Khurshīd Aḥmad Khān), Maktabah Rabī'ah, Karachi, pg. 487-488

- ۲ سید عبدالحی حسنی، نزہۃ الخواطر و بحیۃ المسامح والنواظر، دار ابن حزم، بیروت، ۱۹۹۹ء، ج: ۱۰، ص: ۱۰۱۴
Syed Abdul Haiyi Hasanī, Nuzhah al-Khawātir wa Bahjah al-Masāmi' wa al-Nawāzir, Dar ibn Hazam, Beirut, 1999AD, vol. 5, pg. 1014
- ۳ مولوی عبدالقادر، علم و عمل (مترجم معین الدین افضل گڑھی) اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، کراچی، ۱۹۶۰ء، ص: ۲۴۶
Maulvī Abdul Qādir, 'Ilm wa 'Amal, (Translator Mu'īn al-Din Afzal Garhī), Academy of educational research, Karachi 1960, pg. 246
- ۴ شاہ عبدالعزیز، ملفوظات عزیز (مترجمین: محمد علی قریشی، مفتی انتظام اللہ شہابی)، پاکستان ایجوکیشنل پبلیشرز لمیٹڈ، کراچی، ۱۹۶۰ء، ص: ۹۱
Shāh Abdul Azīz, Malfūzāt Azīzī, (Translators: Muḥammad Ali Qureshī wa Muftī Intizāmullah Shehabī), Pakistan Educational publishers lmtd, Karachi, 1960AD, pg. 91
- ۵ تاریخ دعوت و عزیمت، ج: ۵، ص: ۳۴۹
Tārīkh Da'wat wa Azīmat, vol. 5, pg. 349
- ۶ سر سید احمد خاں، آثار الصنادید (بہ ضمن دہلی اور اہل دہلی کے حالات) مطبع نامی، فنی نول کسٹور، لکھنؤ، سنہ ندارد، ص: ۳۹
Sir Syed Aḥmad Khān, Athār al-Ṣanādīd, Maṭba' Nāmī, Munshī Nawal Kishor, Lakhnow, pg. 39
- ۷ نزہۃ الخواطر و بحیۃ المسامح والنواظر، ج: ۱۰، ص: ۱۰۱۵
Nuzhah al-Khawātir wa Bahjah al-Masāmi' wa al-Nawāzir, vol. 10, pg. 1015
- ۸ سید عبدالحی حسنی، دہلی اور اس کے اطراف (مرتبہ: صادق ذکی)، اردو اکیڈمی، دہلی، ۱۹۸۸ء، ص: ۸۸۔ مولانا مناظر احسن گیلانی، مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت (مرتبہ و محشی: مفتی محمد ظفر الدین مفتاحی) سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء، ص: ۳۵۴
Syed Abdul Haiyi Hasani, Dehli aur Us Kay Aṭraf, (compiler: Ṣādiq Zakī), Urdu Academy, Dehli, 1988AD, pg. 88; Mawlānā Manāzir Aḥsan Gaylānī, Musalmāno kā nizām ta'lim wa tarbiyat, (Compiled by Muftī Muḥammad Zafīr al-Dīn Mifāḥī), Sang Mīl Publications, Lahore, 2008AD, pg. 354
- ۹ صدیق حسن خاں قنوجی، اتحاف النبلاء المتقین باحیاء آثار الفقہاء المحدثین، مطبع نظامی، کان پور، ص: ۲۹۷-۲۹۶
Ṣiddīque Ḥassan Khān Qanojī, Itḥāf al-Nubalā' al-Mutaqīn, Maṭba' Nizāmī, Kānpur, pg. 296-297
- ۱۰ مقالات طریقت، ص: ۸۶
Maqālāt Ṭarīqat, pg. 86
- ۱۱ مقالات طریقت، ص: ۲۴-۳۵
Maqālāt Ṭarīqat, pg. 24-35

- ۱۲ مقالات طریقت، ص: ۷۷
Maqāilāt Ṭarīqat, pg. 77
- ۱۳ نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامح والنواظر، ج: ۱۰، ص: ۱۰۱۴
Nuzhah al-Khawātir wa Bahjah al-Masāmi' wa al-Nawāzir, vol. 10, pg. 1014
- ۱۴ ڈاکٹر ثریا ڈار، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات، اریب پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۵ء، ص: ۹
Dr. Thuraya Dār, Shāh Abdul Azīz Muḥaddith Dehlawi aur un kī Khidmāt, Arīb Publications, new Delhi, 2005AD, pg. 9
- ۱۵ تاریخ دعوت و عزیمت، ج: ۵، ص: ۱۵۰
Tārīkh Da'wat wa Azīmat, vol. 5, pg. 150
- ۱۶ مقالات طریقت، ص: ۷۹
Maqāilāt Ṭarīqat, pg. 79
- ۱۷ محمد انس حسان (مضمون نگار) تفسیر فتح العزیز اور اس کی تکمیل و عدم تکمیل کی بحث، سہ ماہی فکر و نظر، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جولائی-ستمبر، ۲۰۲۱ء
Muḥammad Anas Ḥassan (writer), Tafsīr Fatḥ al-'Azīz aur us kī Takmīl wa 'Adam Takmīl ki beḥath, Fikr wa Nazar (quaterly), Internation Islamic University Islamabad, July-September, 2021AD
- ۱۸ حکیم محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور ان کا خان دان، مکتبہ جامعہ لیٹڈ، نئی دہلی، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۰۳
Ḥakīm Maḥmūd Barakātī aur un ka Khāndān, Maktabah Jāmi'ah Limited, new Delhi, 1992AD, pg. 103
- ۱۹ محمد رحیم بخش، حیات عنہزی، منبع فیض پریس، دہلی، بار اول، سنہ ندارد، ص: ۲۵
Muḥammad Raḥīm Baksh, Ḥayāt Azīzī, Manba' Fayd Press, Dehli, pg. 25
- ۲۰ تاریخ دعوت و عزیمت، ج: ۵، ص: ۳۵۷
Tārīkh Da'wat wa Azīmat, vol. 5, pg. 357
- ۲۱ تفسیر فتح العزیز اور اس کی تکمیل و عدم تکمیل کی بحث، سہ ماہی فکر و نظر، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جولائی-ستمبر، ۲۰۲۱ء
Tafsīr Fatḥ al-'Azīz aur us ki Takmīl wa 'Adam Takmīl ki beḥath, Fikr wa Nazar (quaterly), International Islamic University Islamabad, July-September, 2021AD
- ۲۲ شاہ عبدالعزیز، عجالہ نافعہ (مترجم: ڈاکٹر عبدالخلیم چشتی) مجلس ثقافت و نشریات اسلام، مظفر پور، بہار، ۲۰۱۴ء، ص: ۱۰
Shāh Abdul Azīz, 'Ujālah Nāfi'ah, (Translator Dr. Abdul Ḥalīm Chishtī), Majlis Thaqāfat wa Nashriyāt Islam, Muzaffarpur, Behār, 2014AD, pg. 10

۲۳ اتحاف النبلاء المنتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین، ص: ۲۹۷

Ithāf al-Nubalā' al-Muttaqīn, pg. 297

۲۴ شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین (مترجم: عبدالسمیع دیوبندی) مفتی الہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ، مظفر نگر، ۱۴۳۷ھ، ص: ۱

Shāh Abdul Azīz, Bustān al-Muḥaddithīn, (Translator Abdul Samī' Deobandi), Muftī Ilāhī

Baksh Academy Kāndhala, Muzaffarnagar, 1437H, pg. 1

۲۵ حیات عزیز، ص: ۲۶-۲۷

Ḥayāt Azīzī, pg. 26-27

۲۶ بستان المحدثین، ص: ۳۳-۳۷

Bustān al-Muḥaddithīn, pg. 33-47

۲۷ ڈاکٹر محمد عبدالحکیم چشتی، فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ، مکتبہ الکوثر، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص: ۹۱

Dr. Muḥammad Abdul Ḥalīm Chishtī, Fawā'id Jāmi'ah Sharḥ 'Ujālah Nāfi'ah, Maktabah

Kawthar, Karachi, 2012, pg. 91

۲۸ فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ، ص: ۹۱

Fawā'id Jāmi'ah Sharḥ 'Ujālah Nāfi'ah, pg. 91

۲۹ فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ، ص: ۱۲۰

Fawā'id Jāmi'ah Sharḥ 'Ujālah Nāfi'ah, pg. 120

۳۰ محمد خالد مسعود (مترجم) اٹھارہویں صدی عیسوی میں برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما (مجموعہ مقالات)، ادارہ تحقیقات

اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، پاکستان، ۲۰۰۸ء، ص: ۳۳۰

Muḥammad Khālīd Mas'ūd (Compiler), 18th Ṣadī main Bar Ṣaghīr main Islami Fikar kay

Rahnumā, (Majmū'ah Maqālāt), Idārah Taḥqīqāt Islami, IIU Islamabad, Pakistan 2008AD, pg.

330

۳۱ ڈاکٹر منیر احمد (مضمون نگار) مضمون: علوم حدیث پر برصغیر کی اردو کتب کا تعارفی و تجزیاتی مطالعہ، ششماہی مجلہ راحت

القلوب، راحت القلوب تحقیقی اکیڈمی (رجسٹرڈ) کونسل، پاکستان، جنوری-جون: ۲۰۱۷ء، ص: ۸۴

Dr. Munīr Aḥmad (writer), 'Ulūm al-Ḥadīth par Bar Ṣaghīr ki urdu kutub ka Ta'ārufī wa Tajziyāī

Muḥālī'ah, biannual Rāḥah al-Qulūb, Rāḥah al-Qulūb Taḥqīqātī Academy, Quetta, Pakistan

Jan-June 2017AD, pg. 84

۳۲ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات، ص: ۲۶۷

Shāh Abdul Azīz Muḥaddith Dehlawī aur un ki Khidmāt, pg. 267

۳۳ شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیز (مترجم: عبدالواحد نولوی نازی پوری) ایچ. ایم. سعید کمپنی، کراچی، ۱۴۰۸ھ، ص: ۵۹۹-۶۰۰

Shāh Abdul Azīz, Fatāwā Azīzī, (translator Abdul Wāḥid Naulwī Ghāzī Purī), H.M. Sa'īd company, Karachi, 1408AD, pg. 599-600

۳۴ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات، ص: ۳۱۰

Shāh Abdul Azīz Muḥaddith Dehlawī aur un ki Khidmāt, pg. 310

۳۵ فتاویٰ عزیزی، ص: ۴۵۳-۴۵۶

Fatāwā Azīzī, pg. 453-456

۳۶ اٹھارہویں صدی عیسوی میں، برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما، ص: ۳۲۹

18th Šadī main Bar Šaghīr main Islami Fikar kay Rahnumā, pg. 349

۳۷ حیات عزیزی، ص: ۵۷

Ḥayāt Azīzī, pg. 57

۳۸ شاہ عبدالعزیز، سر الشاد تین (ترجمہ و تخریج: ابو الہمام محمد احمد) مکتبہ برکاتیہ، قصور، پاکستان، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۳-۱۴

Shāh Abdul Azīz, Sir al-Shahādātayn, (Translation Abu al-Ḥammād Muḥammad Aḥmad), Maktabah Barakātiyah, Qasur Pakistan, 2012AD, gpg. 13-14

۳۹ حیات عزیزی، ص: ۲۷

Ḥayāt Azīzī, pg. 27

۴۰ اٹھارہویں صدی عیسوی میں، برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما، ص: ۳۳۷

18th Šadī main Bar Šaghīr main Islami Fikar kay Rahnumā, pg. 337

۴۱ ملفوظات عزیزی، ص: ۹۲۔ محمد ایوب قادری، فضائل صحابہ و اہل بیت (مجموعہ رسائل شاہ عبدالعزیز) پاک اکیڈمی، وحید آباد، کراچی، ۱۹۶۵ء، ص: ۶۳

Malfūzāt Azīzī, pg. 92; Muḥammad Ayūb Qādrī, Fadā'il Šahābah wa Ahl Bayt, (Majmū'ah Rasā'il Shāh Abdul Azīz), Pak Academy, Wahīdabad, Karachi, 1965, pg. 63

۴۲ شاہ عبدالعزیز، تحفہ اثنا عشریہ (مترجم: مولانا خلیل الرحمن نعمانی مظاہری)، دارالاشاعت، کراچی، اشاعت اول، سنہ ندارد، ص: ۲۱

Shāh Abdul Azīz, Tuḥfa Ithnā 'Ashariyyah, (translator: Mawlānā Khalīl Rehman Nu'mānī), Dar al-Ishā'at, pg. 21

۴۳ اٹھارہویں صدی عیسوی میں، برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما، ص: ۳۳۸

18th Šadī main Bar Šaghīr main Islami Fikar kay Rahnumā, pg. 338

۴۴ فضائل صحابہ و اہل بیت، ص: ۷۰

Fadā'il Šahābah wa Ahl Bayt, pg. 70

۴۵ شیخ محمد اکرام، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص: ۵۹۳

Shaykh Muḥammad Ikrām, Rawḍ al-Kawthar, Idārah Thaqāfat Islamiyyah, Lahore, 2005AD, pg.

593

۴۶ سرسید احمد خاں، سیرت فریدیہ (مرتب: خلیق انجم) انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۷

Sir Sayed Aḥmad Khān, Sīrat Farīdiyyah, (compiler Khalīq Anjum) Anjuman Taraqqī Urdu Hind,

New Delhi, 2010AD, pg. 17

۴۷ فضائل صحابہ و اہل بیت، ص: ۷۶

Fadā'il Ṣaḥābah wa Ahl Bayt, pg. 76

۴۸ فضائل صحابہ و اہل بیت، ص: ۵۴

Fadā'il Ṣaḥābah wa Ahl Bayt, pg. 54

۴۹ اشرف علی تھانوی، ارواحِ ثلاثہ یعنی حکایات اولیا، مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص: ۱۹۔ حکیم محمود احمد

برکاتی، شاہ ولی اللہ اور ان کا خان دان، ص: ۱۰۲۔ حکیم محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور ان کے اصحاب، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی

دہلی، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۵۱-۱۵۲..... شاہ عبدالعزیز کے قریبی عہد میں لکھی جانے والی سوانحی کتب اور تذکروں میں اس قسم

کے واقعہ کا ذکر نہیں ملتا۔ البتہ بعد کے عہد میں جو کتابیں لکھی گئیں ہیں، ان میں یہی بیان ہوا ہے، لیکن ان میں بھی اصل

حوالے موجود نہیں ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: فضائل صحابہ و اہل بیت، ص: ۵۵-۶۵۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور

ان کی علمی خدمات، ص: ۱۲۲-۱۳۰)

Ashraf Ali Thānvī, Arwāḥ Thalāthah, Maktbaha Umar Farūq, Shāh Faysal Colony Karachi,

2009AD, pg. 19; Ḥakīm Maḥmūd Barakātī, Shāh Walīullah aur un ka Khāndān, pg. 102, Ḥakīm

Maḥmūd Barakātī, Shāh Walīullah aur un kay Aṣṣāḥb, Maktabah Jāmi'ah Limited, New Delhi,

2006AD, 151-152

۵۰ ملفوظات عزیزی، ص: ۴

Malfūzāt Azīz, pg. 4

۵۱ محمد سلیمان انصاری، افضلیت شیخین (شاہ عبدالعزیز، وسیلۃ النجا)، المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور، ۱۹۵۶ء، ص: ۵

Muḥammad Sulaymān Anṣārī, Afḍaliyyat Shaykhayn, (Shāh Abdul Azīz, Wasīla al-Nijāh), al-

Maktabah al-Salafiyyah, Shīsh Meḥal Road, Lahore, 1956AD, pg. 5

۵۲ افضلیت شیخین، ص: ۳

Afḍaliyyat Shaykhayn, pg. 3